اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۸۵

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۱	مطابق ۹ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء	یوم یکشنبہ	۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر اور عیسائی

(فرمودہ ۹- جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

"بعض عیسائی اخباروں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر واقعہ کشمیر کے متعلق ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ قبر مسیح کی نہیں۔ بلکہ اُن کے کسی حواری کی ہے۔ اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا۔

اب تو ان لوگوں نے خود اقرار کر لیا ہے۔ کہ اس قبر کے ساتھ مسیح کا تعلق ضرور ہے۔ وُہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ اُن کے کسی حواری کی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ مسیح کی ہے۔ اب اس قبر کے متعلق یہ تاریخی صحیح شہادت ہے کہ وُہ شخص جو اس میں مدفون ہے۔ وُہ شہزادہ نبی تھا۔ اور قریباً انیس ۱۹ سو برس سے مدفون ہے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص مسیح کا حواری تھا اب ان پر یہی سوال ہوتا ہے۔ اور اُن کا فرض ہے۔ کہ وُہ ثابت کریں۔ کہ مسیح کا کوئی حواری شہزادہ نبی کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اور وُہ اس طرف آیا تھا۔ اور یہ یقیناً ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس اس صورت میں بجز اس بات کے ماننے کے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ اور کوئی چارہ نہیں۔" (الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء)

مدینۃ المسیح

...ان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا کے فضل ... عافیت ہے۔

...صاحبزادہ مظفر احمد صاحب بی۔ اے۔ خلف حضرت میرزا بشیر احمد ... ایم۔ اے۔ اور صاحبزادہ ظفر احمد صاحب بی۔ اے۔ خلف حضرت ... احمد صاحب لاء کالج لاہور میں داخل ہوئے ہیں۔

مولوی عبدالغفور صاحب اور سید احمد علی صاحب جیون گڑایہ ... اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد موگہ۔ ضلع فیروزپور تبلیغ ... بھیجے گئے۔

... برکت اللہ صاحب برادر خورد مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے ... لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ... اللہ نام رکھا۔ مبارک ہو۔

چندہ کشمیر اور بیرونی ممالک کی احمدیہ جماعتیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا تازہ ارشاد متعلق چندۂ کشمیر جس میں یہ ارشاد ہے۔ کہ ہر احمدی کم از کم اپنی ماہوار آمد پر ایک پائی فی روپیہ باقاعدہ ادا کرے۔ اور اس وقت تک یہ چندہ متواتر ادا ہوتا رہے جب تک کہ حضور کا اعلان چندۂ کشمیر فنڈ کے بند کر دینے کے متعلق نہ ہو جائے۔ شائع کیا جا چکا ہے۔

اگرچہ ابھی تک ہندوستان کی تمام شہری اور زمیندار جماعتوں نے بھی پورے طور پر باقاعدہ اور باشرح اس چندے کا ادا کرنا باوجود بار بار تاکید کے شروع نہیں کیا۔ تاہم کچھ حرکت جماعتوں میں شروع ہو گئی ہے۔ لیکن جہاں ہندوستان کی جماعتوں کو باقاعدہ اس چندے کے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وہاں بیرونی ممالک کی جماعتوں کو بھی خاص توجہ رکھنی چاہیئے۔

گزشتہ سال کے اس چندہ میں بیرونی ممالک کی احمدیہ جماعتوں نے خاص توجہ کی تھی۔ لیکن ان دنوں وہ تیزی نہیں ہے جو ہونی چاہیئے اس لئے اس اعلان کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ بیرونی ممالک کی جماعتیں بھی توجہ فرمائیں۔

اس ہفتے میں امریکہ سے ڈاکٹر محمد یوسف خاں صاحب نے اپنی طرف سے آٹھ روپیہ کی رقم بھیجکر لکھا ہے۔ کہ گو ملک کی حالت ابتر خراب ہے۔ لیکن میں کوشش کر رہا ہوں۔ کہ جماعت کے احباب سے کشمیر کے یتیموں کے لئے بھی چندہ بھیجدوں۔

امید ہے۔ احمدیہ جماعتیں اس چندہ کو اپنے ہاں باقاعدہ وصول کرنے کی بھی سعی فرمائینگی۔

ساره بیگم کیلئے دُعا

ذیل میں چند اشعارِ دُعائیہ و اظہارِ حال درج ہیں۔ اس کے آخر میں جس احساس کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق اس نظم کے بعد ایک رؤیا دیکھی۔ جس سے دل کو ایک حد تک تسلی ہوئی۔ گو رؤیا اس رنگ میں نہ تھی۔ کہ اس سے لیطمئن قلبی کا مفہوم پورا ہوتا ہو۔ لیکن پھر بھی دُعا کی قبولیت کا ایک ظاہری نشان ضرور تھی۔ مگر میں رؤیا کے معاملہ کو اپنے مضمون کے تتمہ کے لئے اٹھا رکھتا ہوں جسے نمبر ۲۔ کی صورت میں انشاء اللہ بعد میں کسی وقت شائع کروں گا۔ اس وقت صرف اس مختصر نوٹ کے ساتھ اس دُعائیہ نظم کو شائع کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار:۔ میرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) (۲۰۔ جولائی ۱۹۳۳ء)

کر رحم اے رحیم مرے حالِ زار پر
مجھ پر کہ ہوں عزیزوں کے حلقے میں مثلِ غیر
جس کی حیات اک ورقِ سوز و ساز تھی
مقصود جس کا علم و تقیٰ کا حصول تھا
تھی ماحصلِ حیات کا اک سعیٔ ناتمام
دل کی امیدیں دل میں ہی سب دفن ہو گئیں
ہاں اے مغیث! سُن کے مری اِلتجا کو آج
اس میگسارِ بادۂ الفت کی رُوح پر
ہاں اس شہیدِ علم کی تُربت پہ کر نزول
میری طرف سے اُس کو جزائے نیک دے
حاضر نہ تھا وفات کے وقت اے مرے خدا
ڈرتا ہوں وہ مجھے نہ کہے بازبانِ حال

زخمِ جگر پہ دردِ دلِ بے قرار پر
اس بے کس و نحیف و غریب الدیار پر
جیتی تھی جو غذائے تمنائے یار پر
رکھتی تھی جو نگہ لطفِ یار پر
کاٹی گئی غریب حوادث کی دھار پر
پائے امید ثبت رہا انتظار پر
کر رحم اس وجودِ محبت شعار پر
اس بوستانِ عشق و وفا کی ہزار پر
خوشیوں کا باب کھول غموں کی شکار پر
کر رحم اے رحیم! دلِ سوگوار پر
بھاری ہے یہ خیال دلِ ریش و زار پر
جاؤں کبھی دُعا کو جو اس کے مزار پر

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

لائل پور میں لال حسین اختر کی شر انگیزی

پولیس کی بروقت فرض شناسی

۳۰۔ جون و یکم جولائی لائل پور میں لال حسین اختر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلۂ احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت گندی گالیاں دیں۔ یکم جولائی دورانِ جلسہ میں اس امر کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی کہ مقرر اشتعال انگیز رویہ کو ترک کر کے تقریر کرے۔ خود پریذیڈنٹ جلسہ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ کہ میں نے مقرر کو ناپسندیدہ رویہ ترک کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ لیکن اس اعلان کے باوجود لال حسین کی شر انگیزی۔ اور گالی گلوچ میں کوئی فرق نہ آیا۔

اس پر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس لائل پور نے جلسہ کو منتشر کرنے کا حکم دے دیا صاحب موصوف نے فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے نہایت جرأت کے ساتھ اپنے حسن تدبر اور دانشمندی کا ثبوت دیا۔ جس کے لئے وہ ہر طرح ہمارے۔ اور ہر امن پسند شہری کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

سکرٹری دعوت و تبلیغ۔ جماعت احمدیہ لائل پور

وی پی کی اطلاع

اگلا پرچہ الفضل کا وی۔ پی ہوگا۔ ج[illegible] صاحب کے نام وی۔ پی پہنچے۔ از[illegible] مہربانی وصول فرمالیں۔ ورنہ تا وصولی [illegible] اخبار امانت کر دیا جائے گا۔ وی۔ پی [illegible] منفعۃ امانت میں رہ سکتا ہے۔

(منیجر الفضل۔ قاد[یان])

بیکاروں کو امداد کی ض[رورت]

ہمارے پاس مڈل۔ میٹرک۔ ایف[۔ اے] اور بی اے پاس نوجوان ہیں۔ ان کو [illegible] کام دلانے کی اشد ضرورت ہے۔ جو د[illegible] ان کو کسی جگہ ملازم کرا سکتے ہوں۔ وہ اطلا[ع دے کر] ممنون فرمائیں۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

شکریہ احباب

میں نے آپ کے اخبار کے ذریعہ اپنے [illegible] چوہدری نصیر احمد کی ایل۔ ایل بی کے امتحان میں کامیابی کے لئے احـ[illegible] حضرت صاحب کی خدمت میں دُعا کے لئے عرض کیا تھا۔ سو الحمد للہ [illegible] موصوف امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔ تمام پنجاب کے مسلم طلباء میں عزیز[illegible]

۱۱۔ جولائی

ٹیریٹوریل میں بھرتی ہونے والے احمدی نوجوانوں کو یہ آخری اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۱۰۔ جولائی کو ضرور قادیان پہنچ جائیں۔ ۱۱۔ کو بھرتی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ؍ ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

مُسلمانوں کے سیاسی اتحّاد کے خلاف ہندوؤں کی فتنہ انگیزی

خیر خواہی کے پردہ میں نقصان پہنچانے کی کوشش

سر اقبال کا بیان اور ہندو اخبارات

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہونے کا اعلان کیا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ کشمیر کمیٹی کا کام بحیثیت صدر چلانا ان کے لئے اس لئے ناممکن ہے کہ احمدی ممبر صرف اپنے امام کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہندو اخبارات نے جو ایسے موقعہ کی تلاش میں ہی رہتے ہیں۔ جبکہ انہیں مسلمانوں میں انشقاق پیدا کرنے اور ان کے بنے بنائے کام بگاڑنے کے لئے کوئی بات ہاتھ آئے۔ ڈاکٹر صاحب کے بیان کی تائید کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف شور برپا کر دیا۔ اور مسلمانوں کی خیر خواہی و ہمدردی کا نقاب اوڑھ کر یہ کہنے لگ گئے۔ کہ جو بات ڈاکٹر صاحب کو اب معلوم ہوئی ہے۔ وہ مدت سے ہندوؤں کو نظر آ رہی تھی۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ احمدی دُوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کوئی کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔

سر اقبال کے بیان کی تردید

لیکن جب ڈاکٹر صاحب کے بیان کے جواب میں جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے بحیثیت ناظر امور خارجہ جماعت احمدیہ واقعات کے رُو سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ جو نتیجہ سر محمد اقبال صاحب نے نکالا ہے۔ وہ درست نہیں کیونکہ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ احمدی جماعت کے نمائندے دس سال سے مسلم لیگ میں دُوسرے فرقوں کے افراد کی صدارت میں نہائت تن دہی سے کام کر رہے ہیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۲۷ء میں مسٹر جناح کی صدارت میں شملہ میں کام کیا۔ آپ آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے بورڈ کے ممبر ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ہندو اخبارات نے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے بیان کی جو تائید کی تھی۔ اس پر شرمندگی محسوس کرتے۔ فتنہ پردازی کی ایک اور راہ اختیار کر لی ؎

مسلمانوں کی سیاسی انجمنوں کو جماعت احمدیہ کی مالی امداد

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے بیان میں جماعت احمدیہ کے نمائندوں کا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا مندرجہ بالا ناقابل تردید ثبوت پیش کرتے ہوئے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ

" ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب خود آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے صدر ہیں۔ اور اس حیثیت میں انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جس باڈی کے وہ صدر ہیں۔ اس کے کام کو کامیاب بنانے کے لئے سب سے زیادہ مالی امداد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے دی۔ یعنی ۱۹۳۰ء سے اس وقت تک آپ اس مجلس کے لئے تین ہزار کے قریب روپیہ دے چکے ہیں۔ اگر احمدی دوسروں کے ماتحت کام کرنا ناپسند کرتے۔ تو اس قدر مالی امداد جو دوسرے مسلمانوں کی امداد کے غالباً برابر ہوگی۔ وہ اس انجمن کو کیوں دیتے۔ جس کے صدر سر محمد اقبال صاحب ہیں۔ مسلم لیگ کے رجسٹرات سے بھی یہ امر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی امداد میں بہت بڑا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہے۔ حالانکہ اس مجلس کے صدر بھی سوائے ان چند ایام کے جن میں چودہری ظفر اللہ خاں صاحب صدر ہوئے۔ ایسے احباب ہوتے رہے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہ رکھتے تھے "

ظاہر ہے۔ کہ جب جماعت احمدیہ کے افراد کے متعلق یہ غلط بات پیش کی گئی۔ کہ وہ مسلمانوں کے مشترکہ معاملات میں دوسروں کے ساتھ مل کر کام نہیں کرنا چاہتے۔ تو اس کے جواب میں ان واقعات کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ جن سے جماعت احمدیہ کے نمائندوں کا دُوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا ثبوت ملتا۔ اور یہ بتانا بھی ضروری تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے نمائندے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ مل کر نہائت تندہی اور سرگرمی سے کام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے مشترکہ اغراض و مقاصد کے لئے جماعت احمدیہ نے نہایت معقول مالی امداد بھی دی ہے ؎

مسلمانوں کا سیاسی اتحاد۔ اور "پرتاپ"

اس سے اخبار "پرتاپ" (۳۰ ؍ جون) نے جو نتائج اخذ کئے ہیں۔ وہ اسی کے الفاظ میں نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ لکھتا ہے۔

"مسلمانوں اور احمدیوں کا ایک دُوسرے کو کافر کہنا محض دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ دونوں اپنے پولیٹیکل اغراض مشترکہ سمجھتے ہیں۔ اور ایک دُوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مسلمان ہندوؤں کو بھی کافر کہتے ہیں اور احمدیوں کو بھی۔ لیکن ہندو کافر کے ساتھ وہ تعاون گوارا نہیں کر سکتے۔ اور احمدی کافر کے ساتھ خوب گھل مل کر رہتے ہیں۔ احمدی بھی مسلمانوں کو اسی حد تک کافر سمجھتے ہیں۔ کہ وہ کسی مسلم امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار نہیں۔ اور نہ ہی کسی احمدی کو غیر احمدی سے رشتہ ناطہ کرنے کی اجازت ہے۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں۔ جبکہ احمدیوں کو اس لئے سزا دی گئی۔ کہ انہوں نے غیر احمدیوں کے ساتھ تعلق پیدا کیا۔ اگر باوجود اس کے احمدی۔ اور غیر احمدی کسی مسلم انجمن میں شامل ہو سکتے ہیں۔ تو یقیناً ان کی پوزیشن دوسروں کی نظروں میں مضحکہ خیز ہو جاتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ مذہبی اغراض کے لئے ایک شخص کافر ہو۔ اور پولیٹیکل اغراض کے لئے وہی شخص مومن بن جائے !!"

ہندوؤں کی مخالفت کی وجہ

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ سیاسی اور مشترکہ معاملات میں مُسلمان فرقوں کا اتحاد ہندوؤں کی نگاہ میں خار کی طرح کھٹک رہا ہے۔ اور وہ اس میں رخنہ اندازی کے لئے شرمناک چالیں چل رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس کے باعث انہیں ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کے منصوبوں میں ناکامی نظر آتی ہے۔ اتنی صاف اور واضح بات بھی جن مسلمانوں کو معلوم نہ ہو سکے۔ اور وہ ہندوؤں کے آلۂ کار بن کر مشترکہ امور کے متعلق مسلمانوں کے اتحاد کو برباد کرنے کے لئے تل جائیں۔ ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ دیدہ دانستہ مسلمانوں کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل کر ہندوؤں کی دلی خواہشات پوری کرنا چاہتے ہیں ؎

ہندوؤں کی معقولیت

ہندوؤں کے نزدیک مسلمانوں کا اپنے پولیٹیکل اغراض کو مشترکہ سمجھنا۔ اور احمدی و غیر احمدی کا کسی مسلم انجمن میں شامل ہونا تو "مضحکہ خیز پوزیشن" ہے۔ لیکن ہندو فرقوں میں مذہبی لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہونے کے باوجود ان کا سیاسیات میں اتحاد عین معقولیت ہے۔ حتیٰ کہ اچھوت اقوام جنہیں ہندو بدترین مخلوق سمجھتے ہیں۔ اور ان سے نہایت ہی شرمناک سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا معقولیت پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ اگر احمدی و غیر احمدی کو عقائد کے اختلاف کی وجہ سے سیاسی اغراض مشترکہ میں متحد نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اس طرح

بالفاظ پرتاپ "ان کی پوزیشن دوسروں کی نظر میں مضحکہ خیز ہو جاتی ہے۔" تو پھر ہندو مذہبی لحاظ سے آپس میں بعد المشرقین رکھتے ہوئے سیاسیات میں کیوں متحد ہیں۔ اور کیوں انہیں اپنی پوزیشن مضحکہ خیز نظر نہیں آتی۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور ہو سکتی ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو پراگندہ اور منتشر دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن آپس میں زیادہ سے زیادہ اتحاد قائم کر رہے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے الگ تھلگ کر کے تباہی کے گھاٹ اتار سکیں۔ مسلمانوں نے اگر ہندوؤں کی اس چال کو نہ سمجھا۔ اور باوجود یہ جاننے کے نہ سمجھا۔ کہ سیاسیات کا مذہبی عقائد کے ساتھ تعلق نہیں۔ تو اس کا نتیجہ وہی ہوگا۔ جو ایک منظم اور متحد قوم کے مقابلہ میں پراگندہ حال قوم کا ہوا کرتا ہے۔ اور یہی ہندو چاہتے ہیں۔

احمدی جماعت کا روپیہ

"دوسری بات" پرتاپ" نے یہ لکھی ہے۔ کہ

"مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ نے جو روش اختیار کر رکھی ہے اس کے لئے احمدی جماعت کا روپیہ ذمہ وار ہے۔ مسلم کانفرنس کا جنم ہی بطور ایک ٹوڈی جماعت کے ہوا۔ اور کچھ عرصہ سے مسلم لیگ بھی ٹوڈیزم میں اس کے دوش بدوش چل رہی ہے ۔ . . . . کسی وقت تو تعجب ہوتا تھا۔ لیکن اب نہیں رہا۔ کہ ان جماعتوں نے وطن کشی پر کیوں کمر باندھ رکھی ہے۔ اب معلوم ہوا۔ کہ انہیں اسی مالی امداد کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ جو انہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے ملتی رہی ہے۔"

مالی امداد دینے کی وجہ

جماعت احمدیہ نے آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس۔ اور مسلم لیگ کو بیشک مالی امداد دی۔ اور اس لئے دی۔ کہ جو پولیٹیکل اغراض و مقاصد ان انجمنوں کے پیش نظر ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے مشترکہ ہیں۔ ان انجمنوں کے نام اور ہیئت ترکیبی بھی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ یہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ سیاسی انجمنیں ہیں۔ اور مشترکہ اغراض میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جس طرح عملی طور پر امداد دینا نہ صرف ناجائز نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ اسی طرح مالی امداد دینا بھی ضروری اور لازمی ہے۔ اور جماعت احمدیہ نے اپنی اعلیٰ تنظیم۔ اور اپنے واجب الاطاعت مذہبی پیشوا کی راہنمائی میں باوجود دوسرے مسلمانوں کی نسبت تعداد میں کم ہونے۔ اور مالی حیثیت میں کمزور ہونے کے بہت زیادہ مالی امداد دی۔ جس سے اس کے ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ اور جوش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ "ان جماعتوں نے وطن کشی پر کمر باندھ رکھی ہے" کیونکہ "انہیں اس مالی امداد کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے" حد درجہ کی شرارت اور بیہودگی ہے۔ ان جماعتوں کا ہندوؤں کی منصوبہ بازیوں کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنا۔ اور مسلمانوں کو ان کی غلامی میں دے دینے سے انکار کر دینا ہندوؤں کے نزدیک بے شک "وطن کشی" ہے۔ لیکن کوئی سمجھ دار اور ذی ہوش مسلمان اسے وطن کشی نہیں خیال کر سکتا بلکہ مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے نہایت ضروری اور مفید سمجھتا ہے۔

قابل فخر بات

اگر یہ بات اس مالی امداد کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ جو جماعت احمدیہ نے ان سیاسی انجمنوں کو دی۔ تو جماعت احمدیہ کے لئے یہ جائز طور پر فخر کرنے کا مقام ہے۔ اور مسرت کے اظہار کا موقع کہ اس کی امداد مسلمانوں کو اس گڑھے میں گرنے سے بچانے کا موجب بن گئی۔ جو ہندوؤں نے ان کے لئے کھود رکھا ہے۔ اور جس میں دھکیلنے کے لئے طرح طرح کے حیلوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ دراصل ہندوؤں کی یہی وہ ناکامی ہے جس نے جماعت احمدیہ کے خلاف انہیں آتش زیر پا بنا رکھا ہے۔ اور وہ سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ احمدیوں و غیر احمدیوں کا سیاسی اتحاد قائم نہ رہے۔ اور غیر احمدی سیاسیات میں احمدیوں کی امداد سے محروم ہو کر ہندوؤں کے پھندے میں بآسانی پھنس جائیں۔

مسلمان آگاہ رہیں

مسلمانوں کو ہندوؤں کی اس غرض و غایت سے اچھی طرح آگاہ ہو جانا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ ہندو جو آج تک ان کی تباہی و بربادی کے سامان پیدا کرنے میں مصروف چلے آتے ہیں۔ جن کی کوشش یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنی ہستی کھو کر ان کے رحم پر نہایت ذلت کے ساتھ زندگی کے دن گزاریں۔ جو اپنی اکثریت۔ اپنے رسوخ۔ اور اپنی دولت کے گھمنڈ میں مسلمانوں کے کم از کم مطالبات سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ اب ان کے خیر خواہ نہیں بن سکتے۔ اور ان کے متعلق یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ یہ دیکھ کر کہ "احمدی اور غیر احمدی دونوں اپنے پولیٹیکل اغراض مشترکہ سمجھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں" "احمدی۔ اور غیر احمدی کسی مسلم انجمن میں شامل ہو سکتے ہیں" اور یہ معلوم کر کے کہ احمدی مسلمانوں کی سیاسی انجمنوں میں شریک ہو کر سرگرمی سے کام کر رہے اور معقول مالی امداد دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کی ہمدردی و خیر خواہی کے جذبات سے بے تاب ہو جائیں۔ اور اس کے اظہار کے لئے احمدیوں و غیر احمدیوں کے سیاسی اتحاد کو توڑنے کے لئے کوشش شروع کر دیں۔ یقیناً ان کے پیش نظر مسلمانوں کی بربادی ہے اور اسی کے لئے وہ جدوجہد کر رہے ہیں۔ اتنی موٹی اور واضح بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اور جو لوگ یہ جانتے ہوئے مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو تباہ کرنے کی شرمناک کوشش کریں۔ ان سے بڑھ کر اور کون قومی غدار ہو سکتا ہے۔

وطن کشی کی مرتکب کانگرس ہے

"پرتاپ" کو جماعت احمدیہ کی مالی امداد جو مسلمانوں کی سیاسی انجمنوں کو دی گئی۔ بہت ناگوار گزر رہی ہے۔ اور وہ یہ الزام لگا رہا ہے کہ اس کی امداد کی وجہ سے ان جماعتوں نے "وطن کشی" پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اس الزام کی لغویت تو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اب صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس جرم کا ارتکاب دراصل گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی لیڈر کر رہے ہیں۔ جنہوں نے ہندو سرمایہ داروں کی مالی امداد سے ہندوستان میں شورش برپا کر رکھی ہے۔ جن کی تمام تحریکات کی غرض ملک کو برباد کر کے ان سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اور جو ان کے مظالم دیکھتے ہوئے ایک حرف بھی ان کے خلاف کہنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ کیونکہ انہیں اس مالی امداد کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ جو ہندو سرمایہ داروں کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی قیمت میں وہ مسلمانوں کی تباہی کے لئے کوشاں ہیں۔ کیا کانگرسی لیڈر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تمام ہنگامہ آرائی کی بنیاد وہ سرمایہ نہیں۔ جو ہندو سرمایہ داروں سے حاصل ہوتا ہے۔ کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ ان کے تمام اخراجات کہاں سے مہیا ہوتے ہیں۔ پھر کیا وہ یہ بیان کر سکتے ہیں۔ کہ سرمایہ داروں کے ان مظالم کے خلاف جو غریب طبقہ پر روا رکھے جا رہے ہیں۔ کبھی ایک لفظ بھی انہوں نے کہا۔ اگر نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ ہندو سرمایہ داروں کے لئے کر رہے ہیں۔ ان کا تار سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہتے ہیں۔ انہیں نچاتے ہیں۔ اور محض ان کی خاطر انہوں نے سارے ہندوستان کو عرصہ سے مصائب اور آلام میں مبتلا کر رکھا ہے۔

خیر خواہان وطن کا فرض

یہ ہے وہ روش جس کے خلاف ہر ہندو و مسلمان خیر خواہ وطن کو آواز بلند کرنی چاہیئے۔ اور اس کے خاتمہ کے لئے ہر ممکن کوشش سے کام لینا چاہیئے۔

اچھوتوں کی شادی کی رسوم ادا کرنے سے انکار

گاندھی جی نے ۲۱ روزہ فاقہ کشی سے جس میں ڈاکٹروں کی فوج نے دنیا بھر کی مقوی دوائیں انہیں استعمال کرائیں۔ اچھوتوں کو ہندوؤں میں مساوی درجہ دلانے کے لئے جو روحانی طاقت حاصل کی ہے۔ اس کا اظہار تو نہ معلوم کب کریں گے لیکن ہندوؤں پر ان کے اس کٹھن برت کا جو اثر ہوا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو شیخوپورہ میں ہوا۔ "ملاپ" (۶- جولائی) کا بیان ہے کہ

"۲- جولائی کو شیخوپورہ میں بعض اچھوتوں کو انتہائی پریشانی ہوئی جبکہ ہر ایک برہمن دیوتا نے ایک شادی کی رسوم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ برہمنوں کے پاس گئے لیکن ہر جگہ ان کا حقارت و درشت کلامی سے سواگت (استقبال) کیا گیا۔"

پنجاب میں اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کا یہ سلوک ہے۔ جہاں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اچھوتوں سے بہت بہتر سلوک کیا جاتا ہے۔ اور جہاں آریہ سماج اپنا سارا زور اچھوتوں کو سبز باغ دکھانے میں صرف کر رہا ہے۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کا تعلق پیدا کرنا تو الگ رہا۔ ان کی آپس کی شادی میں معقول نذرانہ وصول کر کے بھی رسوم ادا کرنے کے لئے برہمن تیار نہیں۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

لفظ "توفّی" کے معنوں پر انعامی چیلنج

مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات کا جواب

" الفضل " ۱۳ر نومبر ۱۹۳۲ء میں ایک مضمون " حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علمی مقام " کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا روئے سخن مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی طرف تھا۔ اس مضمون میں میں نے لکھا تھا۔

" اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باطل شکن علمی انکشافات میں سے صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اور چیلنج کرتا ہوں۔ کہ نہ صرف میر سیالکوٹی بلکہ ان کے تمام چھوٹے اور بڑے ملکر اس کی تردید کر دکھائیں۔ وہ مثال لفظ توفی کے معنے کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس نے متعدد کتب میں تحدی فرمائی ہے۔ بلکہ انعامی چیلنج دیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص لغت عرب سے لفظ توفی باب تفعل سے جبکہ اللہ تعالےٰ فاعل ہو۔ انسان مفعول بہ ہو۔ قرینہ صارفہ موجود نہ ہو۔ کے معنی بجز قبض روح اور موت کے ثابت کردے۔ تو ایک ہزار روپیہ انعام ہے۔ (ازالہ اوہام ضمیمہ براہین پنجم۔ انجام آتھم) کہاں ہیں۔ وہ جو علوم عربیہ میں مہارت کا دعوے رکھتے ہیں۔ آئیں اور اس چیلنج کا تو ذرا جواب دیں " ؛

مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب

اس تحدی کے جواب میں میر سیالکوٹی تو آج تک خاموش ہیں۔ ہاں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲ دسمبر کے اہلحدیث میں امید دلائی تھی۔ کہ میر سیالکوٹی جواب دیں گے۔ مگر آج تک بے سود انتظار کیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان کی بھی حقیقت ظاہر کرنا ضروری ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

" مولوی اللہ دتا صاحب نے مرزا صاحب کے جو کمالات علمیہ بتائے ہیں۔ ان کو ہم نے مولانا سیالکوٹی کے حوالہ کیا ہے مگر ایک کمال ایسا بتایا ہے۔ کہ اس میں ہمارا تعلق بھی ہے۔ اس لئے اس کو ذکر کرکے ہم بھی جواب دیتے ہیں " (۲ر دسمبر ۳۲ء)

اس کے بعد آپ نے جو جواب دیا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں (۱) مباحثہ مونگ کا قصہ (۲) نحو میر کا قصہ (۳) فیصلہ کے لئے منصف کا تقرر۔ چونکہ ان تینوں حصوں میں کسی میں بھی ہماری تحدی کا جواب نہ تھا۔ اور نہ کوئی مثال اس صریح قاعدہ کے بر خلاف پیش کی گئی تھی۔ اس لئے مجھے مولوی صاحب کی " بھی " سے امید تھی۔ کہ شاید میر سیالکوٹی جو " ہم چو من دیگرے نیست " کے دعویدار ہیں۔ اس میدان میں اتریں گے۔ لیکن افسوس کہ وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گئے ؛

مونگ ضلع گجرات کا مناظرہ

مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں:۔

" خاص مولوی اللہ دتا کو یاد دلاتے ہیں۔ کہ مباحثہ مونگ ضلع گجرات میں آپ۔ مولوی محمد یار اور مولوی غلام رسول وغیرہ بہت سے علماء مرزائیہ موجود تھے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مولوی محمد یار نے بھی ایک ہزار کی انعام کا ذکر کرکے کہا تھا۔ کہ علاوہ ایک ہزار مقررہ کے ایک سو روپیہ میں بھی دوں گا۔ جس کے جواب میں خاکسار نے بموجودگی مولانا سیالکوٹی وغیرہ علماء اہلسنت کہا تھا۔ کہ میں اس خدمت کو حاضر ہوں۔ آپ مرزا صاحب کا ایک ہزار اور اپنا ایک سو جملہ گیارہ سو روپیہ کسی امین کے پاس امانت رکھیں۔ اور فیصلہ کے لئے منصف مقرر کریں۔ ہم اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ پھر اخیر مباحثہ تک باوجود تقاضا کے ایسے سوئے تھے کہ گوئی مردہ اند "

اس بیان میں مولوی صاحب نے حق کو باطل سے مخلوط کرنا چاہا ہے۔ اگر عمداً ایسا نہیں کیا۔ تو پھر بالفاظ خود " بوڑھے جلدی بھول جاتے ہیں۔" (تفسیر ثنائی جلد ۲ صـ۲۷) کے مصداق ہو چکے ہیں حقیقت یہ ہے۔ جیسا کہ اس سے بہت قبل اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ مولانا محمد یار صاحب عارف کا مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مناظرہ ہو رہا تھا۔ مولانا صاحب نے مولوی سیالکوٹی صاحب کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کا ذکر کیا۔ وہ بالکل سراسیمہ ہو گئے۔ چونکہ ان کی طبیعت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت حیلہ جوئی کا مادہ کم ہے۔ اس لئے مولوی امرتسری صاحب نے دخل در معقولات دیا۔ لیکن جب مولوی محمد یار صاحب نے جواب دیا۔ تو آخر تک منصف کا فیصلہ نہ کیا۔ اور نہ ہی کوئی مثال لفظ توفی کے لئے پیش کی۔ ہاں مولوی صاحب! مجھے خوب یاد ہے۔ کہ آپ نے بحث کا رخ بدلنے کے لئے یہ چال چلی تھی۔ جس میں آپ کو ناکام رہنا پڑا تھا۔ مجھے یہ بھی خوب یاد ہے۔ کہ جب میں نے بعد ازاں آپ سے دوران مناظرہ میں آپ کے رسالہ تاریخ مرزا صـ۵۷ میں اعلان شدہ ایک ہزار روپیہ کے جمع کرانے اور ثالث مقرر کرنے اور دونوں انعامی چیلنجوں کے تصفیہ کے لئے یکساں شرائط کا مطالبہ کیا تھا۔ تو آپ نے اس طرف کا رخ بھی نہ کیا تھا۔ کیا آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں؟

نحو میر کا قصّہ

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

" لیجئے ہمارا تقاضا بھی سن لیجئے۔ مرزا صاحب نے اس مسئلہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ جو آپ نے شاید نہ پڑھا ہوگا۔ نہ سنا فرماتے ہیں:۔ " علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے۔ کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو۔ ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنے مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ کلاں صـ۴۸) کوئی ہے۔ قادیانی ہو۔ یا لاہوری۔ جو مرزا صاحب کے اس دعوے کا ثبوت علم نحو کی کتابوں میں دکھائے؟ کتابوں کی ضرورت ہو۔ تو نحو میر ہم دے دیں گے۔ آپ کو اختیار ہے علم نحو کی کسی کتاب میں دکھائیں۔ اور مرزا صاحب کو قرض سے سبکدوش کریں "

مجھے مولوی صاحب کے اس مطالبہ کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آگئی۔ کہ ایک شخص مدعی علم ہوکر کیسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے

علم نحو اور علم نحو کی کتابوں میں فرق

مولوی صاحب نے بڑی چھلانگ ماری۔ اور " نحو میر " پیش کرتے کلام ظاہر کر دیا۔ سچ ہے ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

بے شک ایک طفل مکتب کی نظر میں " نحو میر " ہی سب سے بڑی کتاب ہوگی۔ مگر اہل علم اس کی اس کوتاہ علمی پر افسوس کریں گے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعوے فرمایا ہے۔ اس کے ثبوت کا انحصار حضور نے علم نحو پر رکھا ہے۔ اور مولوی صاحب ہم سے مطالبہ " نحو میر " سے دکھانے کا کرتے ہیں۔ اینچہ بو العجبی است۔ یاد رہے۔ کہ علم نحو اور چیز ہے۔ اور نحو کی کتابیں اور چیز۔ (۱) " النحو اعراب الکلام العربی " (مختار الصحاح) (۲) وعلم النحو هو علم اعراب کلام العرب ویسمی هکذا لأن المتکلم ینحو به منهاج کلامهم افراداً وترکیباً " (المنجد) (۳) فالنحو القصد ومنه النحو لأن المتکلم ینحو به منهاج کلام العرب افراداً وترکیباً " (المصباح المنیر) علامہ ابن خلدون علم نحو کے بیان پر لکھتے ہیں۔ " فاستنبطوا من مجاری کلامهم قوانین لتلک الملکة مطردة شبه الکلیات والقواعد یقیسون علیها سائر انواع الکلام " (مقدمہ ابن خلدون صـ۴۰۲) گویا علم نحو اہل عرب کے

فصیح و بلیغ محاورات کلام سے ماخوذ قواعد کا نام ہے ۔ یعنی کلام عربی کی جزئیات کے تتبع کے بعد جو کلی حکم مستنبط کیا جائے ۔ اسے علم نحو کا قاعدہ کہا جاتا ہے ۔ علماء زبان نے مختلف احکام کلیہ کا استنباط کیا ۔ ان کا باہمی اختلاف بھی ہوا تاہم انہوں نے کچھ قواعد مرتب کئے ۔ اور وہ مدونہ کتب میں مذکور ہیں ۔ اور یہ کتابیں اپنے مؤلفین کی علمی قابلیت کے مطابق مختلف درجات کی ہیں سیبویہ کی مشہور کتاب اور ابن ھشام کی المغنی فی الاعراب بھی ان میں شامل ہیں ۔ لیکن کوئی اہل علم اس بات کا دعوے نہیں کریگا ۔ اور نہ کر سکتا ہے ۔ کہ اس نے زبان عربی کے تمام قواعد و کوائف کا احاطہ کر لیا ہے ۔ حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے ۔ لا یحیط باللغۃ الا نبی "عربی زبان کا احاطہ بجز نبی کسی کو حاصل نہیں ہوتا ۔ (اتقان جلد ا صفحہ ۱۳۶) علامہ ابن خلدون نے بعض کتب نحو کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے ۔ " واللہ یزید فی الخلق ما یشاء " صفحہ ۴۸۱ کہ خداوند تعالےٰ جسقدر چاہے گا اپنی خلق میں علمی ترقی کو زیادہ کرتا رہے گا ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وفوق کل ذی علم علیم ۔ پس علم نحو عربی زبان کے غیر محدود ہونے کے باعث بہت ہی وسیع علم ہے ۔ اور اس میں وقتاً فوقتاً مزید انکشافات ہوتے رہتے ہیں ۔ اور ہوتے رہینگے پس علم نحو اور چیز ہے ۔ اور نحاۃ کی کتابیں اور چیز ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کی تائید سے لفظ توفی کے معنوں کے متعلق ایک جامع و مانع قانون پیش فرمایا ۔ جسے احمدیت کے مخالف ہرگز غلط ثابت نہیں کر سکتے اور چونکہ یہ قانون لغت عرب کی جزئیات ۔ قرآن مجید و احادیث نبویہ ۔ نظم و نثر قدیم و جدید کے عین مطابق ہے ۔ اس لئے بالکل درست اور علم نحو کا مسلمہ قاعدہ ہے ۔ اور اس قاعدہ کلیہ کے استخراج و استنباط کا سہرا بتائید ایزدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر ہے ۔ کیا ہی پر لطف حقیقت ہے کہ نحویوں کے قواعد میں شذوذ ہیں ۔ منطقیوں کے کلیات میں استثناء ہیں ۔ اہل لغت کے بیانات میں مستثنیات کا انبار نظر آتا ہے ۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ کلیہ میں نہ شاذ ہے ۔ نہ استثناء ۔ اس واضح ترین حقیقت کے بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب "نحو میر" بغل میں دبائے پھرتے ہیں ۔ اور تعجب سے کہتے ہیں ۔ کہ اگر یہ قاعدہ علم نحو میں مسلم ہے ۔ تو مرزا صاحب نے کونسا کمال دکھایا ۔ میں کہتا ہوں ۔ کہ بے شک یہ قاعدہ لغت عرب میں مسلم تھا ۔ اور ہے ۔ مگر اس قاعدہ کے اظہار کا شرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی حاصل ہوا ۔ بڑے بڑے ادیار آئے ۔ لغوی پیدا ہوئے ۔ نحاۃ نے جانکاہ کوششیں کیں ۔ علماء و مفسرین نے بہت موشگافیاں کیں ۔ لیکن لفظ توفی کے متعلق عالمگیر قانون کو بیان کرنے اور اس صداقت کو واشگاف کرنے کا فخر صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوا ۔ بھلا تبلایئے تو کہ جب حقائق قرآن موجود تھے ۔ تو مفسرین کا کیا کمال ہے ۔ جب قواعد نحویہ عربی زبان میں پہلے سے موجود تھے ۔ تو سیبویہ اور ابن جنی اور ابن مالک نے کونسا تیر مارا تھا ۔ مگر ایسا کہنا درست نہیں ۔ موتی سمندر کی تہ میں ہوتے ہیں مگر ہر کسی کی ان تک رسائی نہیں ہو سکتی ۔ ملک امریکہ موجود تھا ۔ لیکن اس کے اکتشاف کا سہرا کولمبس کے سر ہے ۔ کیا یہ کم کمال ہے ۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ قاعدہ کلیہ بیان فرمایا اور اس کے متعلق انعامی تحدی کی ۔ جسے علماء زمانہ معلوم نہ کر سکے ۔ بلکہ مجھے کہنے دیجئے ۔ کہ آپ جیسے بعض کہلانے والے علماء اب تک اس کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں ۔ کہ انّنا لفی شک مما تدعونا الیہ مریب ۔

فیصلہ کے لئے منصف کا تقرر

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں :۔ " مرزا صاحب تو زندہ نہیں ۔ جن سے تقاضا کیا جائے ۔ البتہ مولوی اللہ دتا یا کوئی اور جو اس دعوے کا مصدق ہو ۔ ہمارے سامنے آتے ۔ انعامی رقم کسی امین کے پاس جمع کر دے ۔ اور فیصلہ کے لئے لاہور کے اسلامیہ کالج میں سے کسی عربی دان پروفیسر کو منصف مان لے ۔ تو ہم مرزا صاحب کا تقاضا پورا کر دیں گے ۔ انشاء اللہ (اہلحدیث ۱۱ر دسمبر) گویا آج تک تو آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تقاضا پورا نہیں کیا ۔ ہاں اگر اب بھی اس تقاضا کو پورا کر سکیں ۔ تو ع

چشم ما روشن دل ما شاد

مولوی صاحب نے مندرجہ بالا سطور لکھ تو دی ہیں ۔ مگر مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ اس موقعہ پر بھی حسب عادت گریز کی راہ اختیار نہ کریں ابھی چند روز کی بات ہے ۔ کہ آپ مولوی فخر الدین صاحب ملتانی کے فاروقی انعامی چیلنج پر بری طرح شکست کھا چکے ہیں ۔ جسے اپنے و بیگانے اچھی طرح جانتے ہیں ۔ یاد رہے ۔ کہ میں نے اس مطالبہ کے جواب میں عمداً تاخیر سے کام لیا ۔ جسکی وجہ یہ تھی ۔ کہ میں اس معاملہ میں مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے جواب کا منتظر تھا ۔ کیونکہ میرے تجربہ میں مولوی سیالکوٹی صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت عالم ہیں ۔ اور غالباً یہی وجہ ہے ۔ کہ انہوں نے اس طرف کا رخ نہیں کیا ۔ لیکن اس انتظار میں مشیت الٰہی تھی ۔ جسکا علم اہلحدیث ۲۶ر مئی ۱۹۳۳ء سے ہوا ۔ تفصیل یوں ہے ۔ کہ مولوی صاحب نے توفی کے معنوں کے متعلق " فیصلہ کے لئے لاہور کے اسلامیہ کالج میں سے کسی عربی دان پروفیسر کو منصف " ماننے کا ارشاد فرمایا ہے ۔ اور یہ جانتے ہوئے ۔ کہ اسلامیہ کالج کے عربی دان پروفیسر غیر احمدی ہیں ۔ اور مولوی صاحب کے ہم عقیدہ ۔ یہ لکھا ہے ۔ مطلب یہ تھا ۔ کہ اگر ہم (احمدیوں) نے اسلامیہ کالج لاہور کے کسی غیر احمدی پروفیسر کو منصف نہ مانا ۔ تو آپ کہیں گے ۔ کہ بھئی ہم تو توفی کے معنوں میں مرزا صاحب کی تحدی توڑنے کے لئے تیار تھے ۔ مگر احمدی جماعت نے ہمارے ہم عقیدہ لوگوں کو ثالث نہ مانا ۔ لیکن خدا تعالےٰ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس چالاکی کو بھی باطل کرنا چاہتا ہے ۔ چنانچہ اسی اثناء میں مولوی عبدالعزیز صاحب نے اخبار العدل گوجرانوالہ میں حدیث (اذ قرع فالصقوا) کے متعلق مولوی صاحب کو انعامی چیلنج دیا ۔ اور فیصلہ کے لئے مولوی کفایت اللہ دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی جیسے چھ علماء کے نام پیش کئے ۔ ان منصفوں کے متعلق مولوی صاحب امرتسری لکھتے ہیں :۔ " واضح رہے ۔ کہ ایک تو آپ نے منصفوں کے مقرر کرنے میں انصاف نہیں کیا جس کے اظہار کی ضرورت نہیں ۔ ہاں اس بے انصافی کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے ۔ کہ بحکم قرآنی (حکماً من اھلہ و حکماً من اھلھا) ایک حکم میری طرف سے اور ایک آپکی طرف سے ہو پس بحکم قرآنی میں اپنی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو پیش کرتا ہوں " (اہلحدیث ۲۶ر مئی) گویا مولوی صاحب کے نزدیک حنفی علماء منصف ماننا خلاف انصاف ہے ۔ اور ایسے موقع پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کسطرح جلدی سے "حکم قرآنی" یاد آ جاتا ہے حالانکہ بات اتنی ہے ۔ کہ حدیث متنازع فیہ صحیح مسلم میں ہے ۔ یا نہیں ؟ لیکن جب جماعت احمدیہ سے مقابلہ ہو ۔ تو نہ "حکم قرآنی" یاد آتا ہے اور نہ انصاف کا خیال ۔ آخر یہ کیا راز ہے ۔ مولوی صاحب ہمیشہ ایک پیمانہ سے ناپا کریں ۔ ورنہ ارشاد باری ہے ۔ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون مجھے آپ کا یہ منصفانہ طریق اور قرآنی حکم کے مطابق عمل منظور ہے ۔ اگر آپ فی الواقع توفی کے معنوں پر احمدیہ تحدی کو توڑنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ تو لیجئے ہزار روپیہ حاضر ہے ۔ میری طرف سے حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان منصف ہوں گے ۔ اور آپ اسلامیہ کالج کے جس پروفیسر کو چاہیں نامزد کریں ۔ میری طرف سے لفظ توفی کے معنوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحدی پیش ہوگی ۔ آپکی طرف سے اس کی تردید کی جائے گی ۔ میں جواب الجواب دوں گا ۔ اور تینوں پرچے (یا اگر آپ چاہیں ۔ تو پانچ) منصفوں کے پاس فریقین کے دستخطوں سے بھیجدیئے جائیں گے ۔ اور وہ حلفیہ فیصلہ لکھیں گے ۔ پھر سارے پرچے مع منصفین طبع کرائے جائیں گے ۔ انعامی رقم کے متعلق آپ نے لکھا ہے " انعامی رقم کسی امین کے پاس جمع کر دے " سو واضح رہے ۔ کہ اگر آپکو مذکورہ بالا " منصفانہ طریق فیصلہ " منظور ہو ۔ تو اسلامیہ کالج میں سے اپنے منصف کا نام اور اس طریق تصفیہ کی منظوری کا اعلان بلا حیل و حجت اخبار اہلحدیث میں شائع کر دیں ۔ انعامی رقم جناب ڈاکٹر محمد منیر صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر کے پاس جمع کرا دی جائیگی ۔ انشاء اللہ مطمئن رہیں ۔ گول مول جواب اور ثنائی حیلہ جوئی کام نہ دے گی ۔ ارشاد باری ہے ۔ قولوا قولاً سدیداً کیا مولوی صاحب اب کی مرتبہ ہی ثابت قدمی کا ثبوت دیں گے ؟

ایک نصیحت

مولوی صاحب اس منصفانہ طریق فیصلہ کو منظور کریں گے ۔ یا نہیں یہ تو عنقریب ظاہر ہو جائیگا ۔ اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ وہ کبھی ڈٹ کر علمی مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوں گے ۔ اور پھر توفی کے معنوں میں مقابلہ تو ان کے لئے موت ہے ۔ بہر حال ہمیں مولوی صاحب کے جواب کا انتظار کرنا چاہیئے ۔ لیکن میں مولوی صاحب کو نصیحت کروں گا ۔ کہ جس میدان میں

22

تاریخ اسلام

ہرمزان کا قبولِ اسلام

اور

جنگِ نہاوند

ہرمزان کی فتنہ انگیزیاں

جنگ قادسیہ سے شکست کھا کر جب ایرانی بھاگے۔ تو ان کا ایک بہت بڑا سردار ہرمزان نامی صوبہ اہواز کی طرف بھاگ گیا۔ اور اس کے صدر مقام خوزستان کو ہیڈ کوارٹر مقرر کر کے سپاہ جمع کرنی شروع کر دی۔ تا مسلمانوں کا پھر سے مقابلہ کر سکے۔ اس نے آہستہ آہستہ اس علاقہ پر اپنا کامل تسلط جما لیا۔ اس کی بڑھتی ہوئی اہمیت کو دیکھ کر مسلمانوں نے بصرہ کی چھاؤنی سے اس پر حملہ کیا۔ اور شکست دی۔ وہ جزیہ کی ادائیگی پر رضامند ہو گیا۔ اس لئے بدستور اس علاقہ پر قابض رہا۔ مگر اسلامی افواج کی واپسی پر اس نے پھر بغاوت کر دی۔ اور دوبارہ اسے شکست دی گئی۔ اب کے پھر وہ معافی کا خواستگار ہوا۔ جو نہایت فراخدلی کے ساتھ دے دی گئی۔ لیکن وہ بدسرشت اس قدر احسانات کے باوجود اپنی فتنہ پردازی سے باز نہ آیا

ہرمزان کی شکست

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع موصول ہوئی۔ کہ یزدجرد شاہ فارس مسلمانوں پر حملہ کی زبردست تیاریوں میں مشغول ہے آپ نے حضرت سعد بن وقاص کو ہدایت کی۔ کہ مختلف راستوں اور ناکوں پر فوجی دستے متعین کر دیئے جائیں۔ اس ارشاد کی تعمیل میں دستہ فوج ہرمزان کی سرحد پر بھی متعین کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ یزدجرد کا ایک زبردست حامی و مددگار تھا۔ ہرمزان اس دستہ فوج پر حملہ آور ہوا لیکن پھر شکست کھا کر بھاگا۔ اور تستر کے مقام پر پہنچ کر فوج فراہم کرنے میں مشغول ہو گیا۔ مسلمانوں نے تستر پر حملہ کیا۔ اور کئی ایک لڑائیوں کے بعد اسے فتح کر لیا۔ ہرمزان قلعہ میں محصور ہو گیا۔ اور پیشتر اس کے کہ اسلامی بہادر قلعہ کے در و دیوار کو توڑ کر اندر داخل ہوں۔ اس نے اسلامی سپہ سالار حضرت ابو موسیٰ کو پیغام بھیجا۔ کہ میں ہتھیار ڈالنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ مجھے کچھ نہ کہا جائے۔ بلکہ اپنے خلیفہ کے دربار میں بہ حفاظت پہنچا دیا جائے۔

دھوکہ دہی کے باوجود جان بخشی

اس کی یہ شرط تسلیم کر لی گئی۔ اور ایک فوجی محافظ دستہ کی حراست میں اسے مدینہ پہنچایا گیا۔ جب وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور پیش ہوا۔ تو بہت زرق برق لباس میں ملبوس اور سر پر ایک مرصع تاج پہنے ہوئے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تمہاری اس قدر بدعہدیوں اور فتنہ انگیزیوں کے پیش نظر تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ ہرمز نے پانی مانگا۔ اور گلاس ہاتھ میں لے کر کہا۔ کہ آپ وعدہ کرتے ہیں۔ کہ جب تک میں پانی نہ پی لوں۔ مجھے قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وعدہ کیا۔ تو اس نے پانی زمین پر گرا دیا۔ اور کہا۔ کہ اس شرط کے مطابق اب مجھے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک یہ دھوکا تھا۔ اور اس کے رو سے وہ کسی رعایت کا مستحق نہ ٹھہرتا تھا۔ مگر بعض دوسرے صحابہؓ کی سفارش سے آپ نے فرمایا۔ اگرچہ تم نے دھوکا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں دھوکا نہیں دوں گا۔ اور تمہاری جان بخشی کرتا ہوں۔

اس پر ہرمزان بطیب خاطر مسلمان ہو گیا۔ اور مدینہ میں ہی رہائش اختیار کر لی۔ بیت المال سے اس کے لئے دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کر دی گئی۔ اور وہ آرام و چین سے رہنے لگا۔ ایرانی مہمات کے بارہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اکثر اس سے مشورہ لیتے۔ اور اس کی رائے کو اس بارہ میں بہت اہمیت دیتے

پیشقدمی کی اجازت

جو لوگ ہرمزان کو اپنی حفاظت میں لے کر آئے تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بار بار کی بغاوت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذمیوں کے ساتھ تم لوگوں کا سلوک اچھا نہیں۔ اور یہی وجہ ان لوگوں کی بغاوت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمارے سلوک کے متعلق تو کسی کو کوئی شکایت نہیں۔ اور اس روزمرہ کی بغاوت اور سرکشی کی وجہ یہ ہے کہ یزدجرد ہر علاقہ میں جا کر بغاوت کی آگ مشتعل کرتا رہتا ہے۔ اگر ہمیں پیشقدمی کی اجازت دی جائے۔ تو اس آئے دن کے جھگڑے کا بہت جلد فیصلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس رائے کو درست تسلیم کیا۔ اور اسلامی افواج کو پیشقدمی کی اجازت دے دی

یزدجرد کی جنگی تیاریاں

فتح مدائن و معرکہ جلولا کے بعد یزدجرد نے خراسان کے شہر مرو میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اور وہاں اس نے ایک آتشکدہ بنوایا۔ اور اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔ گویا وہ بخیال خویش ایک طرف سے دنیوی جھمیلوں سے کنارہ کش ہو گیا۔ لیکن صوبہ اہواز کے کلیۃً مسلمانوں کے قبضہ میں آ جانے اور ہرمزان کے گرفتار ہو کر مدینہ جانے اور وہاں اسلام قبول کر لینے کی خبر سے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ ایک بار پھر اپنے آتشکدہ سے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے باہر آیا۔ اور تمام امراء و اعیان کو خطوط لکھ کر ان کی غیرت و حمیت کو بھڑکایا۔ اور پرزور الفاظ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اپنے جھنڈے تلے جمع ہونے کی اپیل کی چنانچہ اس کی جدوجہد سے طبرستان۔ جرجان۔ خراسان۔ اصفہان ہمدان اور سندھ وغیرہ صوبجات سے لوگ جوق در جوق جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور چند ہی روز میں ڈیڑھ لاکھ کا لشکر نہاوند کے مقام جمع ہو گیا۔

مسلمانوں کی مدافعانہ تدابیر

ادھر مدینہ میں اس کی خبر پہنچی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اس لشکر کے مقابلہ کے لئے جانے پر آمادگی ظاہر کی لیکن اکابر صحابہؓ اس رائے کے خلاف تھے۔ آپ کو یہ خیال ترک کرنا پڑا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ ان ایام میں مدینہ میں تھے۔ اور اپنی جگہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو قائمقام مقرر کر آئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عبداللہ کو لکھا۔ کہ کوفہ کی افواج نعمان بن مقرن کے سپرد کر دو۔ اور نعمان کو ہدایت کی۔ کہ فلاں چشمہ پر جا کر قیام کرو۔ ساتھ ہی اسلامی افواج مقیم اہواز کو لکھا۔ کہ اس علاقہ کی اس طریق پر ناکہ بندی کرو۔ کہ نہاوند میں ایرانی کمک نہ آنے پائے۔

جنگِ نہاوند

حضرت نعمان بن مقرن کے ماتحت جو فوج تھی۔ وہ تیس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ جسے وہ لے کر نہاوند سے ۹ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہو گئے۔ ایرانی بھی شہر سے باہر نکلے۔ دو روز لڑائی جاری رہی۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور ایرانی واپس شہر میں داخل ہو گئے انہوں نے شہر کے باہر ایسی خندقیں کھود رکھی تھیں۔ اور لوہے کے گوکھرو بچھا رکھے تھے۔ کہ شہر پر حملہ آور ہونا مسلمانوں کے لئے قریب قریب ناممکن تھا۔ لیکن ایرانی جب چاہتے دروازوں سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتے۔ اور جب چاہتے واپس چلے جاتے

ایک کامیاب جنگی چال

اس صورت کو دیکھ کر مسلمان سرداروں نے باہم مشورہ کیا۔ اور طے پایا۔ کہ اسلامی لشکر اپنی قیام گاہ سے ہٹ کر آٹھ دس میل پیچھے جا کر مقیم ہو۔ اور حضرت قعقاع تھوڑی سی فوج کے ساتھ ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے شہر کی طرف بڑھیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ایرانی مسلمانوں کی تعداد کو دیکھ کر ان پر نہایت بے تابی سے جھپٹے۔ حضرت قعقاع لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔ اور ایرانی بزعم خویش انہیں پیچھے دھکیلے جا رہے تھے۔ کہ اسلامی فوج کی زد میں آ گئے جس نے ایسا زبردست حملہ کیا۔ کہ ایرانی سنبھل بھی نہ سکے۔ اور گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ جو میدان چھوڑ کر بھاگے۔ ان میں سے ہزاروں ان گوکھروں میں پھنس کر ہلاک ہو گئے۔ جو خود انہوں نے بچھائے تھے اس معرکہ میں اسلامی سپہ سالار نعمان بن مقرن کام آئے لیکن ان کے بھائی نعیم نے نہایت پھرتی کے ساتھ ان کا لباس زیب تن کر کے علم اٹھا لیا۔ اور فوج کو خبر تک نہ ہونے دی۔ کہ ان کا سپہ سالار شہید ہو چکا ہے۔ مسلمانوں نے نہاوند پر قبضہ کیا۔ تو بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔

وہاں کا آتشکدہ ٹھنڈا کر دیا گیا۔ ایک پجاری نے سپہ سالار کی خدمت میں حاضر ہو کر جواہرات کا ایک صندوقچہ پیش کیا۔ جو شاہی امانت کے طور پر اس کے پاس چلا آتا تھا۔ یہ مدینہ منورہ میں بھیج دیا گیا۔ لیکن ایک رؤیا کی بنا پر

چندہ ادا کرنے میں باقاعدگی بڑھ رہی ہے

چندہ کی باقاعدگی کی تحریک پر بعض دوست اپنے پاس سے دوسروں کی کمی پوری کر دیتے ہیں۔ تا ان کی جماعت ماہواری چندوں میں باقاعدہ رہے۔ اس ضمن میں قابل ذکر جماعتوں میں سے ایک جماعت سکندر آباد ہے۔ جس میں سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے ماہ مئی و جون کے رقم پوری کرنے کے لئے علاوہ اپنے پاس سے زائد چندہ دیدیئے۔ تا جن دوستوں کا چندہ وقت پر وصول نہیں ہوا ہے۔ ان کا چندہ بھی جماعت کی طرف سے مرکز کو وقت پر وصول ہو جائے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چندہ کے باقاعدہ ادا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ اور جو احباب اس کے متعلق کوشش فرماتے ہیں۔ ان کے چندے باقاعدہ ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح حیدر آباد شہر کی جماعت کی باقاعدگی بھی خاص طور پر نمایاں ہے۔ وہ پچھلے سال کے بقائے کی ایک بڑی رقم وصول کر کے بھیج چکے ہیں۔

جن دوستوں نے سعی و کوشش کر کے ماہوار حساب سے کوئی رقم زاید وصول کر کے ان دو ماہ میں بھیجی ہے۔ ان میں سے صریح دگوڑہ کے میاں محمد عبداللہ صاحب سکرٹری ہیں۔ انہوں نے مئی کا چندہ ڈیوڑھا کر کے بھیج دیا ہے۔ اور اب بقایا بھی بھیجنے والے ہیں۔ جماعت چھاؤنی لاہور سے بھی جو چندہ منشی محمد امیر صاحب نے ماہ مئی کا بھیجا ہے۔ اس میں اصل حساب سے کچھ زیادتی ہے۔ بقائے کے لئے خاص کوشش کی جا رہی ہے۔

جماعت لاہور۔ سے بھی چندہ کی آمد میں عظیم الشان ترقی ہے۔ امید ہے کہ جو چندہ دوست پیچھے رہنے والے ہیں۔ وہ عنقریب جماعت کے ساتھ ساتھ مل جائیں گے۔ جماعت مرزنگ کا چندہ بجٹ کے مطابق وصول ہوا ہے۔ کیونکہ جو کمی ہے۔ وہ محض اس لئے ہے۔ کہ ایک صاحب کی تنخواہ نہیں ملی ہے چوہدری عبدالرحیم صاحب و مرزا محمد صفدر بیگ صاحب و ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب سلسلہ کا درد رکھنے والے لوگ اور جس محبت سے بھی وہ سلسلہ کی خدمت کر سکیں کرتے ہیں۔

جماعت سہارنپور سے برادر مکرم ضیاء الحق صاحب فنانشل سکرٹری خاص کوشش کر رہے ہیں۔ مئی و جون کا چندہ بجٹ کی نسبت سے کچھ زیادہ کر کے بھیجا ہے۔ ان کے قریب کے دیہات کے احمدیوں کی تنظیم کی ضرورت ابھی باقی ہے۔

انجمن کراچی کے فنانشل سکرٹری رفیع الزمان خان صاحب نے چندہ مطابق بجٹ بھیجا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی انتہائی کوشش پوری کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور بھی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ مقبول کوشش سے قوت بڑھتی اور امکان کی حد وسیع ہوا کرتی ہے نہ کہ تنگ و محدود۔

شاہ آباد ضلع کرنال کے میاں رحیم اللہ صاحب فنانشل سکرٹری کی رپورٹ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے ماہ مئی کا چندہ بمقابلہ بجٹ قریب قریب ڈیوڑھا کر کے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بھی زیادہ توفیق دے۔ آمین

انجمن احمدیہ مظفر نگر کی رپورٹ ماہ مئی موصول ہوئی ہے ایک ماہ کا چندہ باقاعدہ مطابق بجٹ ارسال کیا ہے۔ اس انجمن کے سکرٹری محمد سلیمان صاحب ہیں۔ امید ہے۔ کہ وہ اپنی کوششوں کو برابر جاری رکھیں گے۔ بلکہ اور بھی تیز فرمائیں گے۔

غرض یہ وقت ہے۔ کہ سب احباب ہر ماہ اپنے چندوں کو باقاعدہ بلکہ پہلے سے زیادہ باقاعدہ بنانے میں لگے رہیں

ناظر بیت المال قادیان

زمیندار جماعتوں کی کوششیں

چوہدری غلام محمد صاحب آنریری انسپکٹر بیت المال اپنے حلقہ کی جماعتوں میں دورہ کر کے مندرجہ ذیل تنظیم چندہ کی وصولی کے لئے عمل میں لائے ہیں۔

انجمن احمدیہ مالو کے بھگت میں چوہدری فیض عالم صاحب و چوہدری عبداللہ صاحب نے فراہمی چندہ کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور اپنی خاص تحریر کے ذریعہ مرکزی دفتر کو اطلاع دی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

انجمن احمدیہ گکھڑ کے میں چوہدری محمد رشید صاحب و منشی یعقوب خان صاحب و چوہدری محمد خان صاحب نمبردار و چوہدری خیر الدین صاحب و چوہدری نتھے خان صاحب پانچ اصحاب کے وفد نے چندہ کو باقاعدہ شرح کے مطابق وصول کرنے کا بفضلہ ذمہ لیا ہے۔

انجمن احمدیہ کوٹ آغا میں چوہدری شریف احمد صاحب و چوہدری فضل دین صاحب و چوہدری عمر الدین صاحب نے تحریری ذمہ داری لی ہے۔ کہ ہم لوگ وفد بن کر ہر چندہ دہندہ کے پاس جائیں گے اور مطابق شرح چندہ وصول کریں گے۔

اللہ تعالیٰ چوہدری غلام محمد صاحب آنریری انسپکٹر اور دوسرے احباب کو بھی جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دے کر چندہ وصول کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح سید نذیر حسین صاحب گٹھیالیاں ضلع سیالکوٹ سے اپنے حلقہ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے حلقہ میں دورہ کیا ہے اور زمیندار اصحاب کو ترغیب دی ہے۔ کہ وہ باقاعدہ شرح کے مطابق چندہ ادا کریں۔ نیز انہوں نے تحریر کیا ہے کہ ان کے علاقہ کی انجمنوں کے بالخصوص میانوالی قانان والی و چیندر کے مگوے دیہات کے عہدیداروں نے نہایت اچھا کام کیا ہے۔ باقاعدہ شرح کے مطابق چندہ خود ہی وصول کر لیا ہے۔ یہ ایک اعلیٰ مثال ہے۔ کہ مخلصین خود ہی اپنے فرض کو پہچانیں اور اپنے عہد کو یاد کر کے اس کو پورا کریں۔ اسی واسطے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ مخلصین کے لئے تو یاد دہانی ہتک ہے۔

کوٹ مومن سے دوست محمد صاحب اور ماسٹر غلام رسول صاحب نے اپنے دورہ اور کوششوں کی رپورٹ بھیجی ہے۔ چک ۹ پنیار کے مولوی مہر الدین صاحب امام مسجد کے کام کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو وہ چندہ کو باقاعدہ کرنے کے لئے کر رہے ہیں یہ سب صاحبان اپنے اپنے علاقہ کے کاموں کے لئے شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا بہتر سے بہتر نتیجہ پیدا کرے اور جماعت کو بیدار کرنے میں ان کی کوشش کا بھی اثر پیدا کرے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال)

سیکرٹریان مال توجہ فرمائیں!

سیکرٹریان مال کے لئے ایک ماہواری رپورٹ کا مطبوعہ فارم بھیجا ہوا ہے۔ لیکن بہت ہی تھوڑے سیکرٹریوں کی طرف سے۔ ماہواری رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اکثر عہدہ داران مال پوری تن دہی سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن رپورٹ موصول نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کارگذاری اخبار الفضل میں درج نہیں کرائی جا سکتی اور نہ ان کا نام دعا کے لئے حضرت کے حضور پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جملہ سکرٹریان مال کی خدمت میں لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی کارگذاری کی ماہواری رپورٹ مطبوعہ فارم پر دفتر ہذا میں بھجواتے رہیں۔ اگر کسی سکرٹری صاحب کے پاس ماہواری رپورٹ کے فارم ختم ہو چکے ہوں۔ وہ دفتر ہذا سے منگوا لیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ڈاکٹر محبوب عالم صاحب مرحوم امرتسری کے حالات زندگی

ڈاکٹر صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی تھے۔ جنہوں نے ۱۲ مئی ۱۹۳۳ء کو چھ ماہ کی مسلسل علالت کے بعد تقریباً ۶۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ ان کے مختصر حالات زندگی جہاں تک مجھے علم ہے۔ ذیل میں عرض کرتا ہوں

قبول احمدیت

احمدیت قبول کرنے کی سعادت تحصیل قبیلے میں سب سے پہلے ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ہی کو حاصل ہوئی۔ مرحوم نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ میں لاہور میں پڑھا کرتا تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے متعلق معلوم ہوا۔ اور حضرت اقدس کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا۔ کہ یہ مونہہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ بلا کسی قسم کی تاخیر کے میں نے حضرت اقدس کی بیعت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہر چہار اطراف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے غلاموں کی سخت مخالفت کی جاری تھی۔ اور مجھے خیال ہوتا تھا۔ کہ مبادا میرے والد صاحب یعنے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم اور میرے دادا صاحب کہ وہ بھی اس وقت زندہ تھے۔ مخالفت نہ کریں۔ مگر اللہ تعالےٰ کا فضل ہوا۔ کہ خود دادا صاحب مرحوم اور والد صاحب تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بیعت سے مشرف ہو گئے۔ اور پھر تمام خاندان میں احمدیت پھیل گئی۔ اور اب تک پانچویں پشت اس خاندان کی احمدیت میں ہو گئی ہے۔ جس پر مرحوم اس طرح خوش ہوا کرتے تھے۔ کہ گویا اللہ تعالےٰ نے ایک بڑی نعمت عطا کر دی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے اس فضل کا آپ بطور تحدیث نعمت اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے

ملازمت

ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خدمات گورنمنٹ کیطرف سے ریاست جے پور کو ۱۹۰۱ء میں منتقل کر دی گئی تھیں۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہندوستان کے طول و عرض میں طاعون پھوٹ پڑی تھی۔ اور انسدادی تدابیر اختیار کی جارہی تھیں۔ مرحوم کی تعیناتی جے پور اسٹیشن پر پلیگ ڈیوٹی پر کی گئی۔ جہاں آپ نے بڑی بے لوثی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو سر انجام دیا۔ اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ تقریباً دو سال اسی ڈیوٹی پر رہے اور پھر سانبھر جھیل پر تبادلہ ہو گیا۔ تین ساڑھے تین سال بعد سانبھر سے میو ہاسپٹل جے پور کو تبادلہ ہوا۔ آپ نے میو ہسپتال میں تقریباً سات سال کام کیا۔ اور پھر وہاں سے موتی کٹرہ ڈسپنسری کے انچارج ہو کر گئے۔ اور آخر پنشن اسی ڈسپنسری سے لیکر بڑی نیکنامی کے ساتھ ۱۹۲۶ء میں ملازمت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے

مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک

ڈاکٹر صاحب سے ۱۹۰۷ء میں میرا تعارف ہوا۔ جبکہ آپ میو ہاسپٹل میں تھے۔ ۱۹۰۸ء سے میں سانبھر محکمہ نمک میں ملازم ہوں۔ میں اپنی ذاتی واقفیت کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ کیا جے پور اور کیا سانبھر میں جہاں بھی مرحوم رہے۔ ہر قسم کے آدمیوں کو خواہ امیر ہو۔ یا غریب ادنےٰ ہو۔ یا اعلیٰ مرحوم کا مداح ہی پایا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ مرحوم کے دل میں اللہ تعالےٰ نے مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کے زیر علاج جو مریض بھی رہا۔ آپ نے اس کا علاج دل سے کیا۔ اور کبھی لالچ اور طمع کو دل میں جگہ نہ دی۔ بلکہ مرض کی اہمیت کے اعتبار سے مریض کو سنبھالتے اور فرصت کے اوقات میں بلا اخذ فیس مریض کے مکان پر پہنچکر دیکھتے۔ اور ضروری ہدایات دیا کرتے تھے۔ لوگوں کے تعلقات ڈاکٹر صاحب سے بحیثیت ایک ڈاکٹر ہی کے نہ تھے۔ بلکہ ان کو اپنا بہترین مشیر اور ہمدرد خیال کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ ہے۔ کہ جس شخص کو وہ سچائی پر دیکھتے۔ اور مظلوم پاتے۔ اس کی اعانت مقدور بھر کرتے۔ چونکہ حکام ان کو ایک بے نفس اور مخلص انسان سمجھتے تھے۔ ان کی ہر بات کی توقیر کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب لوگوں کے معاملات میں سفارش کرتے۔ تو ہمیشہ سچائی پر ہونے والے کا ساتھ دیتے ؂

اشاعت احمدیت کیلئے جوش

بحیثیت ڈاکٹر مرحوم جہاں لوگوں کے امراض جسمانیہ کا علاج کرتے۔ اور دنیاوی امور میں اعانت فرماتے۔ وہاں تبلیغ احمدیت کا جوش بھی قدرت نے ان کی فطرت میں ودیعت کیا ہوا تھا۔ ان کی تبلیغ کا طریق عملی طریق تھا۔ یعنے اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ آپ چونکہ بہت کم سخن واقع ہوئے تھے۔ لمبی بحثوں سے اجتناب کرتے اور اخبارات اور سلسلہ کا لٹریچر لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے

تبلیغ کے اثرات

اسی تبلیغ حق کا یہ اثر ہوا۔ کہ راجپوتانہ میں احمدیت کی اشاعت آپ ہی کے ذریعہ ہوئی۔ گو صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے اس سے قبل جے پور کے باشندگان کو یہ بتلا دیا تھا۔ کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ مگر اس زمانہ میں اس نواح میں کوئی شخص احمدی نہ ہوا۔ ہاں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے سانبھر میں قاضی برکات انیس صاحب خلف قاضی شہر سانبھر اور قاضی رحمت اللہ صاحب نے ۱۹۰۳ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اور جے پور میں بابو محمد عثمان صاحب اور غالباً ڈاکٹر محمد عمر صاحب جذب اور بتوسط بابو محمد عثمان صاحب۔ خاکسار راقم الحروف کو بھی بیعت کی توفیق حاصل ہوئی۔ سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر مرحوم کے یہاں سے لاکر مجھے بابو صاحب دیا کرتے تھے۔ جسے پڑھکر احمدیت کی طرف حسن ظن ہو گیا تھا۔ مگر بیعت کی توفیق ۱۹۰۸ء میں ملی۔ شکر ہے۔ کہ خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی بیعت کرنے کا موقع ملا۔ اور اس طرح خاکسار کی بیعت میں بھی بالواسطہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا ہی ہاتھ کام کر رہا تھا۔

سلسلہ کی خدمات

خدمات سلسلہ سرانجام دینے سے آپ نے کبھی پہلو تہی نہ کی۔ اور مرکز سے جو تحریک بھی شائع ہوتی۔ اس میں پورے جوش کے ساتھ حصہ لیتے۔ مرکز سے جسقدر اخبارات اور رسالے شائع ہوتے۔ آپ خریدتے۔ اور جو کتاب بھی شائع ہوتی ضرور منگاتے۔ اور کئی کئی نسخے منگاتے۔ اور لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے آپ کے اس جوش کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا آپ نے اپنی زندگی کا مقصد وحید صرف احمدیت کی اشاعت ہی سمجھا ہوا ہے۔ جو جذبہ آپ کے اندر کام کر رہا تھا۔ چاہتے تھے۔ کہ میری اولاد و رفقاء میں بھی یہی پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس آرزو کو پورا کیا۔ اور بفضلہٖ آپ کے فرزندوں میں یہی جذبہ پایا جاتا ہے ؂

مردم شناسی

گو مرحوم بہت ہی سادہ مزاج واقع ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مردم شناسی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اور آپ تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد ہی سمجھ لیا کرتے تھے۔ کہ فلاں کس طرز کا انسان ہے

ضمیر کی آواز

جس بات پر دل میں کھٹکا پیدا ہوتا۔ اسے آپ کبھی نہیں کرتے تھے۔ اور فرماتے ضمیر کی آواز کو دبا کر کوئی کام کرنا دل میں تیرگی پیدا کرتا ہے۔ وہ کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے۔ اور نہ کسی مداہنت سے کام لیتے۔ بلکہ صاف لفظوں میں معافی مانگ لیتے۔ اس عادت نے ان کے قلب میں ایسا نور فراست پیدا کر دیا تھا۔ کہ پیچیدہ معاملات کو بآسانی سلجھا لیا کرتے تھے ؂

اخلاقی جرأت اور رعب حق

قاضی برکات انیس صاحب مرحوم کے احمدی ہونے پر شہر کے مسلمانوں میں خاص جوش پھیل گیا تھا۔ اور لوگ ڈاکٹر صاحب کے خلاف نقصان رساں پروپیگنڈا کرنے لگے۔ گمنام عرضیاں افسران بالا کو دیں۔ اور جامع مسجد میں سینکڑوں آدمیوں کے مجمع میں اشتعال پیدا کرنے والی تقریریں ہوا کے

نمازیں کہیں ۔ آپ یہ معلوم کرکے کہ جامع مسجد میں احمدیت کے خلاف تقریریں کی جا رہی ہیں ۔ تن تنہا وہاں پہنچ گئے ۔ آپ کو دیکھتے ہی لیکچرار اور لوگوں کے دلوں پر حق کا رعب کچھ ایسا طاری ہوا ۔ کہ لیکچرار آپ کے سامنے تقریر نہ کر سکا ۔ آخر تھوڑی دیر بعد بیٹھ گیا اور چاپلوسی کرنے لگا ۔ لوگ بھی ایک ایک کرکے کھسک آئے ۔ اور اس طرح اس طوفان بے تمیزی کا خاتمہ ہوا جو یہاں کے مقامی لوگوں نے اس وقت اٹھایا تھا

غرباء کے ساتھ ہمدردی

ایک بار مرحوم اپنی سواری کی گاڑی پر مجھے اپنے مکان پر پہونچانے آ رہے تھے ۔ کہ راستہ میں ایک شخص بہت پریشانی کی حالت میں دوڑتا ہوا آیا ۔ اور گاڑی کو دور سے ٹھہرانا چاہا ۔ آپ نے گھوڑے کو روکا ۔ اور دریافت فرمایا ۔ کہ کیا بات ہے ؟ اس نے ظاہر کیا کہ میری اہلیہ کی نہایت نازک حالت ہے ۔ میں غریب آدمی ہوں ۔ آپ کو مکان سے بلانے جا رہا تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں ۔ اس نے کہا ۔ میرا مکان بہت ہی قریب ہے ۔ آپ مریضہ کو پہلے دیکھ لیں ۔ اس شخص کے اضطراب کو دیکھ کر مرحوم نے میری طرف دیکھا کیونکہ مجھے بھی خاص ضرورت کی وجہ سے جلد پہونچنا تھا ۔ اور دریافت فرمایا کہ آپ کو دیر تو نہ ہو جائے گی ۔ میں نے عرض کیا نہیں ۔ آپ پہلے مریضہ کو دیکھ آئیں ۔ فرمانے لگے ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں ۔ پہ کہکر اس شخص کے ساتھ جا کر مریضہ کو دیکھا معلوم ہوا کہ بوجہ اسقاط حمل حالت نازک ہے ۔ آپ نے نسخہ تحریر فرمایا ۔ اور تاکید کی ۔ کہ شفاخانہ جلد جا کر دوا لاؤ ۔ میں واپسی پر پھر آتا ہوں ۔ اس شخص نے دو روپیہ فیس پیش کی ۔ مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا ۔ اور فرمایا جلد جا کر دوا لاؤ ۔ جب اس شخص نے اصرار کیا ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ مجھے دن میں کئی بار آنا پڑے گا ۔ تم مجھے فیس کہاں تک دو گے ۔ تم غریب آدمی ہو ۔ تم کو تنخواہ صرف نو روپیہ ہی تو ملتی ہے ۔ اور ابھی وقت آتا ہے کہ تم کو مریضہ کو دودھ پلانا ہوگا ۔ یہ خرچ اس وقت کے لئے اپنے پاس رکھو ۔ میں تم سے فیس نہ لونگا ۔ چلتے ہوئے پھر جلد دوا لانے کی تاکید فرمائی ۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ مرحوم نے اس مریضہ کو اسی روز تین بار دیکھا اور جب تک اطمینان نہ ہو گیا برابر دو تین روز مریضہ کو دیکھنے بلا فیس آتے رہے ۔

احمدیوں کے ساتھ محبت

ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا نشان سمجھ کر احترام فرمایا کرتے تھے ۔ اور جس طرح اقرباء میں باہم مودت و الفت ہوا کرتی ہے ۔ مرحوم کے احمدیوں کے ساتھ اسی قسم کے تعلقات ہوا کرتے تھے ۔ ہر مقامی احمدی آپ کے گھر کو اپنا گھر سمجھتا ۔ بالخصوص قاضی رحمۃ اللہ صاحب کے ساتھ خاص ہمدردی کا اظہار فرمایا کرتے اور ان کی ہر طرح امداد فرماتے اور ناز برداری کرتے ۔

آپ بیتی

مجھے جب ۱۹۱۸ء میں ڈبل نمونیہ ہوا اور سرسام ہو گیا ۔ تو رات کے دو بجے کے قریب اخ المعظم نور احمد صاحب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں گئے اور بلا کر لائے ۔ مجھے بتایا گیا ۔ کہ میری حالت کو دیکھ کر مرحوم فرط غم سے آبدیدہ ہو گئے جس پر تمام گھر میں کہرام مچ گیا مرحوم نے میرے بھائیوں سے فرمایا کہ اللہ کا علاج کرو یعنی صدقات دو اور دعائیں کرو ۔ حالت واقعی نازک ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو ۔ یہ کہہ کر آپ گاڑی پر سوار ہو کر چلے گئے ۔ اور آدھ گھنٹہ بعد ہی تین اور ڈاکٹر اپنے ساتھ لائے ۔ اور میری حالت کو ملاحظہ کرایا اور بعد بسیار غور و فکر علاج کرایا گیا ۔ مجھے جب صحت ہونے پر یہ حال معلوم ہوا ۔ تو میں نے مرحوم سے اس کا سبب دریافت کیا ۔ کہ آپ نے خود علاج کیوں نہ کیا ۔ فرمانے لگے ۔ کہ جذبات مجھ پر غالب آ گئے تھے ۔ اور مجھے اندیشہ اپنے متعلق یہ پیدا ہو گیا تھا ۔ کہ شاید میں تشخیص کرنے اور دوا تجویز کرنے میں اس وقت غلطی کر بیٹھوں ۔ اور وقت بہت نازک تھا ۔ اس لئے میں نے ان لوگوں کو شریک کر لیا ادہر یہ جدوجہد اور ادہر برابر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں روزانہ تار و خطوط کے ذریعہ دعا کی تحریک فرماتے رہے ۔

۱۹۳۱ء میں جب میری اہلیہ تپ دق میں مبتلا ہوئی تو آپ معہ ہر دو فرزندان کے جو ڈاکٹر ہیں ۔ مرحومہ کے علاج میں دل سے مصروف رہے ۔ اور مریضہ کو شہر سے باہر جنگل میں ایک باغیچہ میں رکھا ۔ اور وہاں تک بوجہ ریتلی جگہ ہونے کے راستہ تکلیف دہ تھا ۔ مگر مرحوم بطور خود بیل گاڑی کا انتظام فرما کر اس جگہ پہونچتے اور انجیکشن کرتے ۔ گائیں دودھ کے لئے میرے پاس بھی موجود تھیں ۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اپنی گائے وہاں بھیجدی ۔ میں جب ایک ماہ کے لئے قادیان ضرورتاً اس زمانہ میں جا کر رہا ۔ تو مرحوم میری اہلیہ مرحومہ کو برابر اسی طرح سنبھالتے رہے ۔ اور جب انتقال ہوا ۔ تو شب کو معہ فرزندوں کے اسی مقام پر پہونچ کر تجہیز و تکفین کی اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے ۔

مرحوم کی مروت

جس نواح میں آپ رہتے تھے وہاں کے رہنے والوں کا علاج بلا اخذ فیس کیا کرتے اپنے ملنے والوں کے دوست احباب کا بھی اسی طرح احترام فرماتے ۔ جس طرح کہ خود اپنے احباب کا ۔ جب کسی میرے محلہ والوں میں سے آپ کے پاس علاج کیلئے کوئی جاتا ۔ تو آپ بغیر اس کے بلائے مکان پر پہونچ جاتے ۔ اور جو بلا کر لاتا اس کے ساتھ بھی آتے مگر فیس نہ لیتے ۔ میں اگر کہتا بھی تو ہنس دیا کرتے اور فرماتے کہ فیس لینے کو اور بھی بہت ہیں ۔ ۱۹۳۲ء میں جب میں قادیان تقریباً ایک ماہ رہا ہوں ۔ اس وقت مجھے مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اور مکرمی قاضی اکمل صاحب کی زبانی مرحوم کے حسن سلوک کا حال معلوم ہوا ۔ حالانکہ مجھے اس سے کہیں زیادہ حال معلوم تھا ۔ مرحوم کا سلوک باعتبار انسان ہونے کے غیروں کے ساتھ ہمدردانہ اور بغیر کسی نفسانی غرض کے ہوا کرتا تھا تو پھر دیار محبوب کے بسنے والوں کے ساتھ کیوں نہ ہمدردانہ سلوک ہوتا ؟

ایک خاندان کو ہلاکت سے بچایا

مسٹر شوکت علی صاحب ایم اے جو آج کل وائس پرنسپل عربیہ کالج دہلی ہیں ۔ اور جن کی تعلیم میں مرحوم کی اعانت و امداد کو بہت بڑا دخل رہا ہے ۔ اور جو مرحوم کے مکان کے قریب ہی رہتے تھے ۔ انہوں نے مرحوم کے پنشن لینے پر ٹی پارٹی کے موقع پر اپنا ایک واقعہ سنایا ۔ جس کو معلوم کرکے حاضرین ڈاکٹر صاحب کے اعلیٰ اخلاق سے بہت ہی متاثر ہوئے ۔ انہوں نے بیان کیا ۔ کہ ایک سال موسم برسات میں بارشیں کثرت سے بے پور میں ہوئیں ۔ اس موسم میں ایک شب بوجہ کثرت بارش اس مکان کی چھت جس میں مسٹر موصوف معہ اپنے والدین اور دوسرے چھوٹے بہن بھائیوں کے فروکش تھے ۔ یکایک گر گئی ۔ رات کے دو تین بجے کا وقت تھا ۔ مرحوم نے یہ آواز سنی اور بے تحاشا سونے کے لباس میں دوڑ کر اس جگہ پہنچ گئے ۔ اور ہسپتال کے ملازمین اور اپنے فرزندوں کو ساتھ لے کر اپنے ہاتھوں سے گرے ہوئے پتھروں کو آن کی آن میں اٹھایا ۔ اور دبے ہوئے لوگوں کو پتھروں کے انبار میں سے نکال کر ان سب کو اپنے گھر میں بھیجدیا ۔ جہاں مسٹر موصوف معہ اپنے اقارب کے کئی روز تک رہے ۔

مرض الموت

گذشتہ ماہ رمضان میں آپ کو قلبی دورے پڑنے لگے ۔ اور ایک بار حالت بہت ہی نازک ہو گئی ۔ تو لاہور سے مکرمی ڈاکٹر محمد بشیر صاحب اور فیروزپور سے مکرمی محمد شریف صاحب اور سانبر سے مجھے بلایا ۔ مرحوم کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ اس دورہ کی حالت میں بار بار یاد فرماتے اور میں جب پہونچا اور دو ہفتہ مقیم رہا تو فرمانے لگے ۔ کہ میں اب اچھا ہوں ۔ میرے لئے دعا کرتے رہنا ۔ پھر آپ کو ڈاکٹر محمد بشیر صاحب لاہور لے گئے ۔ جہاں پہونچ کر حالت زیادہ نازک ہو گئی حتیٰ کہ ۱۲ مئی کو آپ کا انتقال ہو گیا اور اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولا کے پاس چلے گئے ۔ اور ہم لوگوں کو داغ مفارقت ...

کیا اب بھی آپ

دلکشا ہیر آئل رجسٹرڈ

استعمال نہ کرینگے۔ جس کی تعریف میں ہر جگہ سے خطوط آرہے ہیں۔

۱۔ مکرمی عبدالمجید خان صاحب ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں۔ براہ مہربانی دلکشا ہیر آئل کی سات شیشیاں بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس کے قبل میں نے آپ سے چار شیشیاں منگوائی تھیں۔ جن میں سے دو میں نے کسی دوست کو تحفۃً دیدی تھیں۔ باقی دو میں نے خود استعمال کیں۔ بہت ہی مفید پائیں۔ ۲۔ زبیدہ بانو بیگم صاحبہ اوٹاوہ یو۔پی سے تحریر فرماتی ہیں۔ ماہ گذشتہ میری ایک سہیلی نے تحفۃً دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی بھیجی۔ اشتہاری تیلوں کا تلخ تجربہ میں اٹھا چکی تھی۔ اس لئے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری سہیلی نے بیحد تعریف لکھ کر مجھے استعمال کرنے پر مجبور کیا۔ میں نے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کرکے بہت فائدہ حاصل کیا۔ سر درد رفع ہوگیا۔ اور خشکی جاتی رہی۔ براہ کرم ایک شیشی دلکشا ہیر آئل کی جلد مرحمت فرماکر ممنون فرمایئے۔ ۳۔ خداداد خانصاحب پولیس انسپکٹر مین پوری سے تحریر فرماتے ہیں۔ دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی آپ سے منگوائی تھی۔ جس کے استعمال سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس دفعہ دو شیشیاں تیل کی روانہ فرمائیں۔ آپ کے دلکشا ہیر آئل سے بڑھ کر بالوں کی حفاظت کرنے والا۔ ان کو گرنے سے بچانے۔ لمبے۔ ملائم اور مضبوط کرنے والا اور کوئی تیل نہ پائینگے۔ یہ تیل دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ دائمی سر درد اور زکام کو دور کرتا ہے۔ آپ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایک روپیہ۔ فی پاؤ ۱۲/ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک۔

سُرمہ نُورانی آنکھوں کی جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ ککروں کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ۸/۔ اس کے متعلق شہادتیں موجود ہیں۔ جو کہ درخواست آنے پر بھیجی جاسکتی ہیں

ہمارے کارخانہ کے عطر بھی قابل آزمائش ہیں۔

مینجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

سُرمہ نُور افزا (رجسٹرڈ)

یہ بے نظیر سرمہ قیمتی اجزاء سے مرکب ہے۔ بینائی کو قائم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھنے میں سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہوکر قدرتی طاقت کو بیکار کردیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ سرمہ جملہ شکایات چشم کو دور کرکے آئندہ آنے والے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے۔ جنکی نظر روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہو۔ وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کرلیں۔ اس بےنظیر سرمہ کے استعمال کے بعد آپ کو انشاء اللہ پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی۔

قیمت فی تولہ دو روپیہ (۲) پتہ :۔ عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان

اندھیرے گھر کا چراغ حبّ اٹھرا بے اولادوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہوجاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی متعدی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کردئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی بیماری سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استادی المکرم حضرت نورالدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کبھی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کرسکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہوچکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست۔ اٹھرا سے محفوظ پیدا ہوکر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کراکر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں قیمت فی تولہ ۸/۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ۵ للعہ یکدم منگوانے پر علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔ نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کی مجرب ادویہ امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے تیار رہتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیمار کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:۔ **حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان**

ضرورت رشتہ

ایک معزز خاندان کے احمدی دوست عمر ۳۳ سال جو کہ گورنمنٹ آف انڈیا میں ۲۷۰/- روپے ماہوار تنخواہ کے مستقل ملازم ہیں۔ ضرورت شرعی کے ماتحت نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں مستقل سکونت کیلئے قادیان میں زمین بھی خریدی ہوئی ہے۔ موجودہ بیوی سے تین خورد سال بچے ہیں۔ لڑکی کنواری یا کم عمر بیوہ خوبصورت اور تعلیم یافتہ ہو۔ اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہو۔ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کریں۔ ن۔ ج۔ بمعرفت شیخ عبدالحکیم احمدی ہیڈکوارٹر رائل ایر فورس شملہ

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کردینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلادینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا بالکل آسان ہوجاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوجاتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول صرف ۱؎

مینجر شفاخانہ دلپذیر بسلانوالی ضلع سرگودھا

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

رہنمایان کانگریس کا جو اجلاس ۱۲ جولائی تلک میموریل ہال پونا میں منعقد ہونے والا ہے۔ اس میں دو صد سے زائد نمائندگان کو مدعو کیا گیا ہے۔ صدارت کے فرائض مسٹر اینے سرانجام دینگے۔ پروگرام کے متعلق تا حال کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ مگر یہ امر یقینی ہے۔ کہ اس میں نہایت اہم تجاویز پیش ہونگی۔

شملہ سے ۳ جولائی کی خبر ہے کہ حکومت بنگال نے دہشت انگیزی کو روکنے کے لئے مختلف علاقہ جات میں جو افواج متعین کی تھیں۔ اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکل رہا ہے۔ اور سیاسی حالت بہت اچھی ہو رہی ہے۔ اگرچہ دہشت انگیزی کا کلیتہً خاتمہ نہیں ہوا۔ لیکن حکومت نے حالات پر قابو پالیا ہے۔

اڑلیسہ کو علیحدہ صوبہ بنانے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔ جو بعض مسائل نظم و نسق کے متعلق غور کرے گی۔ لیکن سندھ کے متعلق ایسی کوئی کمیٹی ابھی تک مقرر نہیں کی گئی۔ جس پر مسلمانوں کو حیرانی ہے۔ شملہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت ہند حکومت بمبئی سے اس بارہ میں گفت و شنید کر رہی ہے۔

حیدر آباد کی ریاست کے لئے مسٹر ڈی۔ جی میکنزی برٹش ریذیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ ۴ جولائی کو آپ نے والئے حیدر آباد کے دربار میں حاضر ہو کر جو خاص اس غرض کیلئے منعقد کیا گیا تھا۔ اپنے تقرر کے متعلق ضروری اسناد پیش کی ہیں۔

مس خدیجہ بیگم فیروز الدین صاحبہ ایم۔ اے۔ ایم او ایل لاہور کے زنانہ کالج میں پرفیسری کی خدمات کئی سال تک انجام دینے کے بعد امرتسر زنانہ کالج کی پرنسپل مقرر ہوئی تھیں۔ اب سنٹرل سرکل کی انسپکٹرس آف سکولز مقرر ہوئی ہیں۔ مبارک ہو۔

بہرام پور (بنگال) سے ۴ جولائی کی خبر ہے کہ ایک گاؤں کے لوگوں نے رتھ یاترا کے میلے سے واپسی پر سرکل انسپکٹر پولیس آن ڈیوٹی پر حملہ کر کے سخت زخم پہنچائے۔ پولیس کو بھی گولی چلانی پڑی۔ مگر کوئی زخمی نہیں ہوا۔

شملہ میں ۳ جولائی کو پی۔ سی۔ ایس کی چھ خالی اسامیوں کے لئے امیدواروں کا امتحان مقابلہ ہوا۔ جس میں سولہ سو امیدوار شریک ہوئے۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ کس قدر تعلیم یافتہ نوجوان بیکاری میں مبتلا ہیں۔

علیحدگی سندھ کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۳ جون کو کراچی میں منعقد ہوا۔ جس میں متعدد دیگر تجاویز کے علاوہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ خان بہادر کھوڑو کو علیحدگی سندھ کے بارہ میں پروپیگنڈا کرنیکے لئے انگلستان بھیجا جائے۔

لکھنؤ کے ایک محلہ میں ۳ جولائی کی شب کو سنی و شیعہ تصادم ہو گیا۔ مزید بدامنی کے انسداد کے لئے شہر میں ایکماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ اور دو نو جماعتوں کو ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

امرتسر میں ۴ جولائی سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ اور اس کے رو سے ریاستی پرجا منڈل کو ریاست پٹیالہ کے خلاف مظاہرات کرنیکی ممانعت کر دی ہے۔

اخبار پاؤنیر کا سامان الہ آباد سے لکھنؤ منتقل کیا جا رہا ہے اور اس ماہ کے آخر سے یہ اخبار لکھنؤ سے نکلنا شروع ہو جائیگا۔

ہر ہٹلر نے ۳ جولائی کو ہونک کے مقام پر ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ نازی حکومت صدیوں تک قائم رہیگی اور اسے تباہ کرنے والی ہر کوشش ناکام رہے گی۔ قدیم پارٹیاں یا تو بالکل مردہ ہو چکی ہیں۔ یا موت کے رستہ پر ہیں اور ان کا خاتمہ جرمنی کے قومی اتحاد کا پیغام ہوگا۔

اجمیر سے ۴ جولائی کی خبر ہے کہ ایک معزز زمیندار مع اپنے اہل و عیال سمیت ایک جھیل کے کنارے ٹہل رہے تھے۔ کہ ایک خادمہ کا پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ پانی میں جا پڑی۔ ان کی ایک لڑکی اسے بچاتے ہوئے خود بھی بہ گئی۔ اور اس کے بعد چھ لڑکیوں کا پے بہ پے یہی حشر ہوا۔ ایک راجپوت ان کو بچاتا ہوا خود بھی غرقاب ہو گیا۔ امداد کے لئے پکارنے پر بہت سے لوگ آ گئے۔ لیکن انتہائی کوششوں کے باوجود صرف دو لڑکیاں بچائی جا سکیں۔

جمہوریہ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے ایک بیان شائع کرایا ہے۔ کہ عالمگیر اقتصادی کانفرنس اقتصادی مصائب کی بنیاد اور اس کا صحیح علاج معلوم کرنے کے لئے طلب کی گئی تھی۔ جسے ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ہمارا حقیقی مقصد یہ ہے کہ ہر قوم کا سکہ مستقل طور پر مستحکم ہو جائے اگرچہ سکوں کی پشت پر سونے اور چاندی کا محفوظ ذخیرہ موجود ہونا ضروری ہے لیکن یہ وقت ذخیروں کی تقسیم کا نہیں۔ جب اقوام توازن یافتہ بجٹ پیش کرینگی۔ اور اپنے ذرائع آمدنی کے اندر اپنا خرچ رکھیں گی۔ اس وقت ہم سکوں کی پشت پر سونے اور چاندی کے ذخیرہ کے متعلق بہتر رائے قائم کرسکینگے آپ نے اس امر پر زور دیا ہے کہ اشیاء کے بین الاقوامی مبادلہ میں سہولت بہم پہنچانے کی خاطر موجودہ بندشوں میں تخفیف کر دینی چاہیئے۔ اور اس سے عارضی طور پر شرح مقرر کرنے سے کہیں زیادہ عالمگیر تجارت کی گتھیاں سلجھانے میں مدد ملیگی

جمہوریہ ترکیہ کے صدر مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنی تمام جائداد جو آرٹ کی بیش بہا اشیاء اور کئی مکانات پر مشتمل ہے۔ اس سیاسی پارٹی کے نام وقف کر دی ہے۔ جس کے آپ صدر ہیں۔ چونکہ ترکی قانون کے رو سے کوئی شخص اپنی جائداد جدی ورثا کے سوا کسی کو ہبہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے قانون میں ترمیم کر کے صدر جمہوریہ کو اس سے مستثنیٰ قرار دیدیا گیا ہے۔

کلدیپ آنکل علز لاہور میں ۵ دسمبر ۳۲ء کو رائے بہادر بنارسی داس اور ان کی بیوی پریم کور کے رشتہ داروں میں جھگڑا ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں رائے بہادر۔ اور ان کے دو ملازمین پر گولی چلانے کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ ۳ جولائی کو اس کا فیصلہ سناتے ہوئے عدالت نے ملزمین کو بری قرار دیا۔ اور فیصلہ میں لکھا ہے کہ گولی حفاظت خود اختیاری میں چلائی گئی۔

لاہور میونسپلٹی نے کچھ عرصہ ہوا۔ سکرٹری۔ دو انجنیر اور دو قانونی مشیر مقرر کئے تھے۔ لیکن کمشنر نے ان تقرریوں کو نامنظور کر دیا ہے۔ اس کی رائے میں انجنیروں کی قابلیت معیار سے کم ہے سکرٹری آغا محمد صفدر کا سیاسی ریکارڈ اچھا نہیں۔ وکلاء کے متعلق ابھی فیصلہ زیر غور ہے۔

کلکتہ میں ۴ جولائی کو پولیس نے چھ اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے۔ جن پر "سول نافرمانی کا مستقبل" کے عنوان سے پوسٹر شائع کرنے کا الزام ہے۔ جس میں سول نافرمانی کو زیادہ زور کے ساتھ جاری کرنے کی تحریک کی گئی تھی۔ جس پریس میں یہ پوسٹر چھاپے گئے۔ اس پر بھی پولیس نے قبضہ کر لیا ہے۔

دہلی سے ۳ جولائی کی خبر ہے کہ وہاں ایک عورت کے لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کے پیٹ میں دو سانپ تھے۔ سانپوں کا منہ لڑکی کے پیٹ میں تھا۔ اور دھڑ باہر۔ لڑکی ایک دن کے بعد مر گئی

مولوی فضل الدین صاحب ایڈووکیٹ و سینیر وائس پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور ایک طویل علالت کے بعد ۴۔ ۵ جولائی کی درمیانی شب انتقال کر گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بھی آپ غالباً کسی مقدمہ میں پیش ہوئے ہیں۔

سری نگر میں ۵ جولائی کو میر واعظ کی پارٹی دوسرے مسلمانوں سے متصادم ہو گئی۔ جس سے ان کا ایک آدمی ہلاک ہو گیا۔ ایک مسلمان الزام قتل میں گرفتار ہو گیا ہے۔ اور ایک ملزم مفرور ہے۔ ؎

نواب چھتاری گورنر یو۔ پی نے ۵ جولائی کو کونسل کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں اپنے ہم وطنوں سے اپیل کرونگا۔ کہ سول نافرمانی کو ترک کر دیا جائے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی